بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ

اسلام کی پکار

خان بہادر مرزا سلطان احمد خان صاحب رئیس قادیان کی

دردناک اپیل

جسمیں آپنے مسلمانوں کو ایک بڑے آنے والے خطرہ سے آگاہ کرکے
اسکا علاج بتلایا ہے مسلمانوں کو چاہئے کہ غور سے پڑھیں

مطبوعہ روز بازار الیکٹرک پریس ہال بازار امرتسر میں باہتمام شیخ غلام حسین
پرنٹر چھپا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیحجابانہ بیا از درِ کاشانۂ ما
کہ کسے نیست بجز دردِ تو در خانۂ ما

قرآن مجید میں مسلمانوں کا نام بمصداق وَسَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ صرف مسلمان ہی رکھا گیا ہے۔ کسی جگہ اور کسی آیت میں سُنّی، شیعہ، وہابی، احمدی وغیرہ کا نام نہیں لیا گیا۔ اگر یہ نام ٹھیک ہے تو غالباً بروز حشر ونشر اسی نام سے ہم پکارے جائینگے یہ کہنا کہ جو نام ہمنے خود اپنے رکھ لیئے ہیں۔ کیا وہ قابلِ خطاب نہیں سمجھے جائیں گے۔ شاید سمجھے جائیں یا نہ سمجھے جائیں۔ ہمنے قرآن مجید کو مقدم رکھ کر اپنا نام مسلم رکھا ہے خواہ اس سے آپ صحیح سمجھیں یا غلط۔ اگر قیامت کے دن اور یوم حشر ونشر اگر کسی نے ہمیں اپنے اپنے ناموں سے پکارا تو ہم نہیں بولیں گے۔ کیونکہ خدائی نام چھوڑ کر دوسروں کا دیا ہوا نام کیوں منظور کریں جس کی وجہ سے ہم آجکل فرقہ بندیوں کی لعنت میں گرفتار ہو کر بجائے اس کے کہ ترقی کریں اور اسلامی شہرت کا باعث

ہوں گے بری طرح سے بدنام ہو رہے ہیں۔ اور بظاہر اگر دیکھا جائے تو ہماری موجودہ درگت اور موجودہ تذلیل کی وجہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ بوجہ ان فرقہ بندیوں کے ہم دن بدن بکھر رہے ہیں۔ ہمارا نام دوسرے لوگوں نے بھی بُری طرح پر لینا شروع کر دیا ہے کوئی کچھ کہتا ہے۔ اور کوئی کچھ کہتا ہے۔ فرقہ بندیوں نے ہماری ترقی روک دی ہے۔ اور یہ طوفان بے تمیزی ہمیں ہر آن کھائے جاتا ہے۔ ترقی تو کجا اب ہم اپنے آپ میں بھی تاکم تنہ بنے کے مصداق ہو رہے ہیں۔ اور ہمارے ہاتھوں میں اگر یہ طاقت ہوتی۔ کہ قرآن مجید نے جو ہمارا نام رکھ چھوڑا ہے۔ شاید اُسے بھی جرأت کر کے بدل دیتے اور یوں کہتے وَهُوَ سَمّٰكُمُ الْوَهَابِیَّ وَالْاَحْمَدِیَّ وَالشِّیْعَةَ وَالسُّنِّیَّ۔ یہ شکر کی بات ہے ہم ایسے اختیارات نہیں رکھتے۔ ورنہ آج مولوی صاحبان اور حضرات علمائے دین استغاثہ لئے ہوئے انگریزی عدالتوں میں جا پہنچتے۔ کہ قرآن مجید نے یہ حکم دیا تھا۔ اُسکو یوں بدل دیا گیا ہے۔ معلوم نہیں کہ ہم اس قسم کے استغاثوں میں مستغیثین اسلام اور دوسرے فریق کیا کچھ احادیث اور اقوال فقہ کی بمقابلہ قرآن مجید کے قلعہ بندیاں کرتے اور کیا کچھ کہتے سنتے۔

مسلمانوں نے یہ سمجھ رکھا ہے

کہ ہماری ترقی اور بڑھنے اور شادابی کا ذریعہ صرف نماز روزہ ہی ہے۔ وہ بھی پانچ فیصدی یا حد دس فیصدی بیشک نمازیں پڑھنا اور روزے رکھنا شعائر اسلام میں سے ہیں۔ اور ضروری ہے کہ ہم لوگ ایک استقامت کیساتھ نماز روزہ کے پابند اور مقید ہوں اور انہیں صرف معمولی شعائر اسلام ہی نہ سمجھیں بلکہ یہ کہ اسلام کا شروع اور خاتمہ انہی شعائر اسلام سے ہوتا یا ہو سکتا ہے لیکن ہمیں نماز اور روزہ کی نسبت یہ خیال کر لینا کہ صرف یہی دو ہماری کلی ترقی

اور ملی سرفرازی کے موجب ہو سکتے ہیں ایک فاش غلطی ہے تا وقتیکہ ان دو کے ساتھ دیگر فرائض ملی اور شعائر اسلام بھی عمل پذیر ہوں۔

سارا قرآن مجید پڑھ جاؤ

اور پھر کہہ کر وہ آیا کیوں۔ اور اس کے آنیکا منشا کیا تھا۔ اور ہے۔ وہ تو بار بار یہ کہہ رہا ہے۔ تعالوا الی کلمة سواء بیننا و بینکم پھر کہتا ہے بلغ ما انزل الیک من ربک بلکہ کہتا ہے واعتصموا بحبل الله جمیعا ولا تفرقوا اب کون کہہ سکتا ہے کہ تجدد خوا اور ہر وقت کے نمازی ان آیات بالا کے عمل میں کہاں تک ساعی رہتے ہیں میرے خیال میں تو بہت ایسے نمازی بھی ہوں گے۔ کہ جنکی نماز دن سوائے اس کے کہ بصیغہ تلاوت قرآن مجید پڑھتے ہوں کبھی کبھی یا گاہ بگاہ ان آیات سے بالا ہیں کہ انکے معانی پر غور کریں ناظر بالفاظ ہوتے ہوں۔

اسلام کو جو ابتک ترقی اور رونق ہوچکی ہے۔ نہ وہ تلوار کی محتاج ہے اور نہ شمشیر و تیغ کی وہ اگر محتاج ہے تو ان لوگوں کی جو صوفیائی جامہ پہنکر مختلف قوموں اور مختلف ممالک میں گئے اور وہاں جاکر شب و روز موثر نمازوں کیساتھ انہوں نے مختلف لوگوں کو تبلیغ کی۔ اور چند ہی دنوں میں غیر قوموں اور غیر لوگونکی نسلوں کو سلک اسلام میں منسلک کرکے دکھا دیا۔ جبتک یہ بات اب بھی ہم میں نہ ہو تب تک ترقی نہیں کر سکتے۔ خواہ کچھ بھی کریں۔

مجھے تسلیم ہے۔ کہ

ہمارے صوفیائے کرام کی برکتوں اور پرورش روحانی سے اسلام میں وہ نسلیں آئیں جن کے بزرگ اور اسلاف تو اس سے اسلام کے مخالف چل رہے تھے لیکن ان نیراں تصوف وہ کچھ کرکے دکھلایا۔ کہ بس کمال ہو گیا۔

شیراں بلرزہ اند بہ بیشہ زدبدبش | آنرا ز نصرت است ز امداد احمدی
شیراں ز بیش ہمہ روباہ گشتہ اند | آنرا کہ قوت است ز شرعِ محمدی
از نصرتِ رسول نصیبِ نظامِ دین | یارب عطا کنی ز تو الطاف سرمدی

نظام دین

جب ہم غور سے دیکھتے ہیں تو اسلام کی ترقی اسی حالت میں متصور ہے کہ جب مسلمان بغیر کسی فساد اور شر و فرقہ بندی کے بطور ایک مجموعی ملت اور مجموعی قوم کے ساعی تبلیغ کے ہوں۔ ملک چین میں اسلام نے ترقی کی تو بحیثیت ایک مبلغ ہونیکے ہندوستان میں جب ترقی ہوئی تو قائم حملہ آور کے پہلے شروع ہو گئی تھی حضرت خواجۂ خواجگان اجمیری قدس اللہ سرہٗ نے وادی اجمیر میں بیٹھکر جو کچھ تبلیغ کی وہ سب فیاضی علم اور جھنڈے کے نیچے تھی تاریخ بتلاتی ہے کہ جب مغلوں کی اور سلطنت مسلمانوں کی حکومتیں رفتہ رفتہ زمینِ ہندوستان سے رخصت ہوتی گئیں اسوقت سارے ہندوستان میں صرف ڈیڑھ کروڑ کے قریب مسلمانوں کی تعداد تھی اسکے بعد نہ تو مسلمانوں کی حکومت ہی قائم ہوئی اور نہ شمشیر و تیغ کے ذریعہ ہی کچھ کیا کرایا گیا۔ اسوقت جو ساڑھے پانچ کروڑ مسلمان رہ گئے ہیں۔ کیا اس سے یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ اسلام کی ترقی شمشیر یا جنگ و جدال کے ماتحت نہیں ہے

صرف

یہ ترقی اور یہ جلال مذہب اسلام صرف تعلیمی مراحل کی راہ سے ہندوستان کی سرزمین سے آشنا ہوا اصول یہ نکلا کہ جبتک تبلیغ نہ ہو اسلام بڑھ نہیں سکتا اور نہ ترقی پا سکتا ہے اصل میں دیکھا جائے تو بقول ایک شخص کے مذہب اسلام میں جسقدر افراد پائے جاتے ہیں وہ سب کے سب اسوقت براہِ راست مبلغین درجہ رکھتے ہیں انکی فطرت میں یہ بات رکھی گئی ہے کہ وہ تبلیغ اسلام کریں اپنے گوشے دیکھا ہوگا۔ کہ اگر کوئی شخص فرقہ کے

جنگل میں بھی مسلمان ہو جائے تو کسی مجلس میں اگر کل کا بچہ بھی سُن لے تو وہ بھی کہتا ہے الحمدللہ
اس بچے سے اگر کوئی پوچھے کہ تم کیوں شکریہ ادا کرتے ہو۔ تو فوراً کہہ دیگا کہ ہمارا ایک بھائی جو بڑھ گیا
ہے تو ہم شکریہ نہ ادا کریں۔ یہ بات اور اسی قسم کی اور باتیں یہ بات ثابت کرتی ہیں کہ ہر مسلمان
بچہ جوان یا بوڑھا مرد یا عورت فطرتاً یہ رکھتے ہیں یا ان حالات میں کیا یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ تبلیغ
کرنا مسلمانوں کا ایک جذبہ یا فطرتی فرض ہے۔

موجودہ تبلیغ

تبلیغی انجمنیں ہندوستان میں اسوقت تک اور اسوقت جسقدر تبلیغی انجمنیں کام کر رہی ہیں قابل شکریہ ہیں اور
خدا کی یہ مہربانی ہے کہ باوجود اس قدر فرقہ بندیوں کے بھی موجودہ تبلیغی انجمنیں پائی جاتی ہیں مگر
لیکن ان انجمنوں میں جو نقص ہے وہ یہ ہے کہ انہیں اتحاد عمل نہیں پایا جاتا اس وجہ سے
انکی تمکنت اور شوکت وہ درجہ نہیں رکھتی جو ہونا چاہیئے۔ اگر اہلحدیث ایکطرف تبلیغ کا ڈنکا بجا رہے
ہیں تو دوسری طرف ہر دو احمدی جماعتیں اپنے اپنے رنگ میں سعی و کوشش کر رہے ہیں۔ غرض یہ فرقہ
بندیاں تبلیغی مراحل میں بھی مراسم اتحاد عمل سے بیگانہ نظر آتی ہیں۔ میرا یہ منشا اور مدعا ہے کہ ایک
ایسی تبلیغی انجمن قائم کیجائے جو باوجود قیام فرقہ بندیوں کے بھی ایک ہی رنگ رکھتی ہو۔ وہ اس
طرح پر کہ ہر شخص اس مسلم تبلیغی انجمن میں داخل ہو۔ اور ایسا داخلہ بلا اس شرط کے ہو کہ وہ فرقہ بندی سے
ہر فرقہ کا آدمی یہ عہد کرے کہ وہ بغیر کسی تفرقہ بندی کے خالصاً لوجہ اللہ یہ کام کر رہا ہے
اگر ایک احمدی قادیانی ہو کر کسی دوسری قوم یا اچھوت قوم کو تبلیغ کرے۔ تو وہ یہ
سمجھ لے کہ اسکی تبلیغی کوششوں کو اگر کوئی پھل لگے۔ تو اس کے حصہ دار سب مسلمان
ہوں گے۔ اسی طرح پر اگر کوئی اہل حدیث میدان تبلیغ میں آئے۔ تو وہ بھی ایسا

ہی عمل کرکے دکھائے۔ تبلیغ المسلمین انجمن میں کیسکو یہ حق نہ ہوگا کہ اپنے فرقہ کی بابت کوئی خاص اعلان کرے۔ اور ہر شخص ہر فرقہ کو یہ چاہیے کہ جو ہماری کوششوں کا نتیجہ ہو۔ اسکو مشترکہ چھوڑ دیا جائے۔

روپیہ اور تبلیغی فرائض

سب کے خیال میں ہی جب تک روپیہ نہ ہوگا۔ تب تک تبلیغی فرائض کی تکمیل ناممکن ہو ہمارے نزدیک روپیہ کا ہونا واجبی اور ضروری ہے۔ لہذا میں اعلان کرتا ہوں کہ میری شرکت سے ایک تبلیغی انجمن موسومہ التبلیغ المسلمین کی بُنیاد رکھی جائے۔ اور اس کے واسطے کام شروع کرنے کیلئے کم سے کم ایک ہزار روپیہ ہونا چاہیئے۔ جس کے واسطے میں اپنی گرہ سے ایک سو روپیہ پیش کرتا ہوں۔ اور

ایک سو روپیہ عزیز مکرم میرزا عزیز احمد صاحب عطا فرماتے ہیں۔

ایک سو روپیہ عزیزم میرزا رشید احمد صاحب دیتے ہیں۔

یہ روپیہ جو جمع ہو۔ اس کیواسطے ایک امین آدمی خزانچی مقرر ہونا چاہیئے۔ جس وقت یہ رقم پانچسو تک پہنچ جائیگی اُسوقت سات آدمیوں کی مشورت سے امین مقرر کیا جائیگا۔

ہر ممبر انجمن اور ہر شخص غیر ممبر انجمن کو بھی یہ اختیار ہوگا۔ کہ جب وہ چاہے حساب کتاب دیکھ لیا کرے۔ غرض اس انجمن کا حساب کتاب ہر شخص کیواسطے کھلا رہیگا۔

جو شخص یا جو لوگ روپیہ بھیجیں

اور جس شخص کا چندہ سو روپیہ ہو یا کم و بیش ہو۔ وہ براہ راست میرے پاس

بھیجے اور میں اپنی ذمہ داری سے امین تک اُسکو پہنچا کر اُس کی رسید شامل رجسٹر کرا لوں گا۔

روپیہ کے جمع ہونے پر یہ دیکھا جائیگا کہ کون کون یا کسقدر آدمی اس انجمن میں کام کرنے کیلئے تنخواہ دار یا بلا تنخواہ مقرر ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح پر مبلغین کیواسطے ایک رجسٹر کھولا جائیگا جس سے انکی تعیناتی حلقہ وغیرہ کی بابت کمیٹی منعقدہ میں ممبران تجویز پاس کریں گے۔

یہ اعلان لغرض قیام اس انجمن کے بدیں غرض نہیں دیا جاتا۔ کہ دوسری تبلیغی انجمنوں کے ساتھ مقابلہ میں کھڑے ہو کر یہ کام کیا جائے۔ بلکہ اس واسطے کہ یہ انجمن بطور ایک مجموعی انجمن کے کام کر کے دکھائے۔

المعلن

مرزا سلطان احمد ای۔ اے سی۔ گورنمنٹ پنشنر
قادیان ضلع گورداسپور۔

۲۸ نومبر ۱۹ء